بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ملک کے ائمہ وخطباء کا نمائندہ ادارہ

منبر و محراب فاؤنڈیشن انڈیا

MEMBER-O-MEHRAB FOUNDATION INDIA

کی جانب سے خطباء وائمہ کی خدمت میں جمعہ کے موقعہ پر خطابات کیلئے ہر چہارشنبہ کی شام ملک کے حالات کے تناظر میں ملت کی رہنمائی ورہبری پر مبنی دینی ملی سماجی اور معلوماتی اہم ترین مضامین ارسال کئے جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

ہفتہ واری پیام منبر و محراب

سلسلہ نمبر: 404

تاریخ: 02/07/2025

ناشر

Regd. No. : 17/2021

ملک کے ائمہ وخطباء کا نمائندہ ادارہ

منبر و محراب فاؤنڈیشن

MEMBER O MEHRAB FOUNDATION

www.mmfi.info youtb.com/mmfindia

16-9-408/P/57, Wahid Nagar, Old Malakpet, Hyderabad - 36

998887611, 9989666811

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ملک کے ائمہ وخطباء کا نمائندہ ادارہ

منبر و محراب فاؤنڈیشن انڈیا

MEMBER-O-MEHRAB FOUNDATION INDIA

عنوان

ماہ محرم اور عاشوراء کی فضیلت واہمیت اور رائج بدعات وخرافات

الحمدللہ رب العالمین و الصلاۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء و المرسلین محمد والہ وصحبہ اجمعین اما بعد

،فقد قال اللہ تعالیٰ فی کلامہ المجید: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ ۚ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ (التوبة36:) عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ :كَانُوا يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ، وَكَانَ يَوْمًا تُسْتَرُ فِيهِ الْكَعْبَةُ، فَلَمَّا فَرَضَ اللهُ رَمَضَانَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :مَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكْهُ.(رواه البخاری)

سامعین محترم وحاضرین کرام!

محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے، اسی سے اسلامی سال کی ابتدا ہوتی ہے، شریعت کی نگاہ میں اس مہینہ کو بڑی فضیلت حاصل ہے؛ لیکن ساتھ ہی ایک بہت بڑا المیہ یہ ہے کہ امت میں اس ماہ محرم ومحترم سے متعلق نظریاتی اور عملی طور پر بہت سی بدعات و رسومات، غیر شرعی اعمال اور بے بنیاد باتیں عام ہو چکی ہیں۔ محرم الحرام کا نام جیسے ہی کانوں میں پڑتا ہے مسلمانوں کے ذہن و دماغ میں بہت سارے عجیب وغریب قصے، غیر مستند واقعات، خونچکاں داستانیں، اور دلدوز کہانیاں ابھرنے لگتی ہیں جس کا ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ اس ماہ محرم ومحترم کی حقیقت وفضیلت اور اہمیت وعظمت سے متعلق صحیح اور معتبر دینی تعلیمات دھندلا کر رہ گئیں ہیں، حتی کہ امت کا ایک بڑا طبقہ اس سے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیوں کا شکار ہے؛ جو دینی تعلیمات سے ناواقفیت ہی کا نتیجہ ہے۔ بہر حال شریعت مطہرہ میں محرم کے مہینہ کو ایک خصوصی عظمت حاصل ہے۔

سورہ توبہ آیت 36 میں یہ حقیقت بیان ہوئی کہ سال کے 12 مہینوں میں 4 مہینے محترم ہیں جنہیں "اشہر حرم" کہا جاتا ہے۔ حدیث پاک کی رو سے یہ 4 مہینے رجب، ذوقعدہ، ذوالحجہ اور محرم کے مہینے ہیں۔ احادیث مبارکہ میں ماہ محرم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے ہوئے اسے "اللہ کا مہینہ" قرار دیا گیا ہے۔ ایک صحابی رسول فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ رات کا کونسا حصہ بہتر ہے اور (مہینوں میں) کونسا مہینہ افضل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : "رات کا بہترین حصہ اس کا درمیانی حصہ (یعنی آدھی رات کے بعد کا حصہ) ہے اور افضل مہینہ اللہ کا مہینہ ہے جسے تم لوگ محرم کہتے ہو" (سنن کبری نسائی/ دارمی)۔ اس طرح حضرت ابو ہریرہؓ ایک روایت اس طرح نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا : "رمضان کے مہینے کے بعد افضل روزہ اللہ کے مہینے کا روزہ ہے جسے تم لوگ محرم کہتے ہو اور فرض نماز کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے" (صحیح مسلم)۔

ان احادیث کی بنا پر بعض اہل علم کی یہ رائے ہے کہ ماہ رمضان کے بعد سب سے افضل مہینہ محرم ہے اور اس ماہ میں نفل روزوں کا اہتمام بہتر، پسندیدہ اور باعث فضیلت ہے۔ ماہ محرم کی فضیلت وعظمت کے لیے یہ بات کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے ہوئے اسے اللہ کا مہینہ فرمایا۔ جب کسی چیز کی نسبت اللہ کی طرف ہو جائے تو یہ اس کے لیے شرف کی بات ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی تعریف کرتے ہوئے انہیں "رحمان کے بندے" کہا (الفرقان 63) خانہ کعبہ کی نسبت اپنی طرف کرتے ہوے اسے "میرا گھر" کہا (البقرہ 125، الحج 26)۔ روے زمین کی دیگر مساجد کی عظمت کا راز بھی یہی ہے کہ انہیں احادیث مبارکہ میں "اللہ کا

گھر" کہا گیا۔اسی طرح ماہ محرم کو اللہ کا مہینہ قرار دینے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مہینہ کا ایک خاص مرتبہ ہے۔ طاعات وعبادات اور اعمال صالحہ میں روزے کا بھی ایک خاص مقام ہے۔دیگر اعمال صالحہ کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے روزہ کی نسبت بھی خاص طور پر اپنی طرف کی ہے،جیسا کہ ایک حدیث قدسی کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :"روزہ میرے لئے ہے اور میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا کیونکہ روزہ دار نے میری وجہ سے اپنی خواہشات اور کھانا پینا چھوڑا ہوتا ہے۔" (متفق علیہ)۔

جب روزہ کی نسبت اللہ کی طرف اور تمام مہینوں میں محرم کا مہینہ" اللہ کا مہینہ" ہے تو پھر نفل روزوں کے لیے اس سے بہتر وقت اور مہینہ کونسا ہوسکتا ہے؟ جیسا کہ اوپر حدیث پاک میں صراحت گزری۔البتہ یہ حقیقت بھی ذہن میں رہے کہ شوال کے 6 روزے،یوم عرفہ کا روزہ اسی طرح ذی الحجہ کے ابتدائی 9 دنوں میں روزوں کا اہتمام بھی صحیح احادیث کی رُو سے فضیلت والا عمل ہے جبکہ محرم کے روزوں کی فضیلت سے مطلق نفل روزوں کی فضیلت مراد ہے کہ نفل روزوں کے لیے زیادہ موزوں وقت اور مہینہ محرم کا مہینہ ہے۔ماہ محرم اور اس میں نفل روزوں کی عمومی فضیلت کے ساتھ ساتھ اس مہینے کے دسویں دن کی اور اس دن روزہ رکھنے کی خاص فضیلت ہے۔محرم کے دسویں دن کو اصطلاح میں یوم عاشوراء کہا جاتا ہے۔

معروف محدث علامہ نوویؒ محرم کے روزوں سے متعلق احادیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نفل روزے رکھنے کے لیے افضل ترین مہینہ محرم ہے،اِس میں عاشورا اور اِس کے علاوہ محرم کے دُوسرے ایام کے روزے بھی داخل ہیں۔یہ فضیلت ماہِ محرم کے تمام روزوں کو شامل ہے لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ توفیق دیں تو اِس پورے مہینے کے روزے رکھیں یا اِس کی ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھیں ورنہ نو،دس اور گیارہ کا،اور کم اَز کم نو دس یا دس گیارہ کا روزہ رکھیں!(شرح مسلم للنووی)

ان فضائل کے علاوہ محرم کا یہ مہینہ عظیم الشان تاریخی واقعات کا حامل بھی ہے،اِس میں اہم اہم اُمور اور عظیم الشان واقعات رُونما ہوئے،اُن میں سے رحمت عالم ﷺ کی ہجرت مدینہ طیبہ کا واقعہ بھی اِسی محترم مہینہ کی یادگار ہے جس کا بنیادی مقصد اللہ جل جلالہ کے پیغام واحکام کی حفاظت ودعوت تھا اور جو باطل پر حق کی کامیابی کا سب سے بڑا پیش خیمہ تھا جس کے بعد اسلام اور اہلِ اسلام کو صحیح طور پر عقیدہ وعمل کی پوری پوری آزادی ملی،روایات میں آتا ہے کہ نبوت کے تیرہویں سال محرم الحرام میں رحمت عالم ﷺ نے بحکمِ الٰہی ہجرتِ مدینہ کی نیت فرمائی پھر کچھ دنوں بعد اب مدینے کے لیے روانہ ہوگئے،اِسی وجہ سے سیّدنا فاروقِ اعظم نے اپنے دورِ خلافت کے چوتھے یا پانچویں سال ۱۷ ہجری میں حضراتِ صحابہ کے اجماع سے یہ فیصلہ فرمایا کہ حضور ﷺ چونکہ اسلامی سال کے پہلے مہینہ ہی میں ہجرت کی نیت کر چکے تھے لہٰذا سن ہجری کی اِبتدا بھی اِسی مہینہ سے کی جائے اِس طرح سن ہجری کی اِبتدا محرم الحرام سے ہوئی جو ایک یادگار ہی نہیں بلکہ اسلامی تشخص (اِمتیاز) اور مسلمانوں کا شعار ہے۔

افسوس ہے آج اکثر لوگ اِس سے غافل ہیں،ہم مانتے ہیں کہ حالات وزمانہ کے لحاظ سے شمسی (انگریزی) تاریخوں کو جاننا اور اُنہیں استعمال میں لانا بھی ضروری ہے؛مگر شمسی تاریخوں کے ساتھ قمری تاریخوں کا بھی اہتمام کرلیا جائے تو کیا نقصان ہے،کاش محرم الحرام سے ہمارے فکر وخیال میں تبدیلی آئے اور ہم اسلامی تاریخ کے جاننے اور استعمال کرنے کا شعور وجذبہ پیدا کریں کہ یہ بھی محرم کا پیغام ہے۔

محرم کی دسویں تاریخ کو عاشورا کہتے ہیں، عاشورا یہ عشر سے ماخوذ ہے، اس سے مراد محرم الحرام کی دسویں تاریخ ہے۔ یوم عاشورا سے انبیاء کے خصوصی وابستگی اور ان کی حیات سے متعلق اہم واقعات کا اس روز میں پیش آنا، یوم عاشورا کی فضیلت کی واضح دلیل ہے۔

عاشورا محرم کے روزہ کے سلسلے میں مروی روایات کو سامنے رکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا معمول اس دن روزہ رکھنے کا تھا؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو اس کا حکم نہیں دیا۔ ہجرت کے بعد لوگوں کو تاکید سے اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا البتہ جب ماہ رمضان کے روزے فرض کر دیئے گئے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم ترک فرما دیا البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اخیر عمر تک یوم عاشورا کو روزہ رکھنے کا تھا نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس کی ترغیب بھی دی اور اس کا بے پناہ اجر وثواب بھی بیان فرمایا چنانچہ اہل علم کی رائے یہی ہے کہ عاشورۂ محرم کا روزہ ابتداءً (یعنی ہجرت کے بعد) فرض تھا۔ ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کے بعد صوم عاشورا کی فرضیت ختم ہوگئی البتہ استحباب وفضیلت برقرار ہے۔ اس دن کے روزے کی بڑی فضیلت ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورا کے دن روزہ رکھنے کو سنت اور مستحب قرار دیا، ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ جل شانہ کی رحمت سے یہ امید ہے کہ جو شخص عاشورا کے دن روزہ رکھے گا تو اس کے پچھلے ایک سال کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

نیز دس محرم ہی کے دن اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون سے نجات دلائی تو حضرت موسی علیہ السلام نے اس دن بطور شکرانہ روزہ رکھا، اس لئے یہودی بھی اس دن شکرانے کے طور پر روزہ رکھتے تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں جب یہ بات آئی تو آپ نے فرمایا کہ: ہم موسی علیہ السلام کے طرز عمل کو اپنانے کے لیے تم (یہودیوں) سے زیادہ حق دار ہیں سو آپ نے خود بھی دس محرم کا روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (صحیحین)

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات طیبہ میں ہمیشہ عاشورا کا روزہ رکھتے، وفات سے پہلے جو عاشورا کا دن آیا تو آپ نے روزہ رکھا اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کہ دس محرم کو ہم مسلمان بھی روزہ رکھتے ہیں اور یہودی بھی، اس لیے اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو صرف عاشورا کا روزہ نہیں رکھوں گا بلکہ اس کے ساتھ ایک روزہ اور ملاؤں گا یعنی ۹/محرم یا ۱۱/محرم کا روزہ بھی رکھوں گا تاکہ یہودیوں کے ساتھ مشابہت ختم ہو جائے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورا میں روزے رکھنے کو اپنا اصول ومعمول بنالیا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا تو بعض صحابہؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ اس دن تو یہود ونصاریٰ بڑے دن کی حیثیت سے مناتے ہیں (اور یہ گویا ان کا قومی، ملی اور مذہبی شعار ہے) تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان شاء اللہ جب اگلا سال آئے گا تو ہم نویں کو روزہ رکھیں گے۔ عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں؛ لیکن اگلے سال کا محرم آنے سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔

محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو اپنے اہل وعیال کے کھانے پینے میں وسعت وفراخی سے کام لینا چاہئے۔ حدیث پاک میں

اس کی تعلیم دی گئی ہے، جس کی برکت سے حق تعالیٰ پورے سال رزق میں وسعت اور فراخی کے دروازے کھول دیتا ہے؛ مگر اس کو ضروری نہ سمجھا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ أَوْسَعَ عَلَى عِيَالِهِ وَأَهْلِهِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ أَوْسَعَ اللهُ عَلَيْهِ سَائِرَ سَنَتِهِ (رواہ البیہقی، الترغیب والترہیب ۱۱۵۲)

جو شخص عاشوارء کے دن اپنے اہل وعیال پر کھانے پینے کے سلسلہ میں فراخی اور وسعت سے کام لے گا تو حق تعالیٰ پورے سال اس کے رزق میں وسعت عطا فرمائیں گے۔

علاوہ ازیں دیگر بہت سی احادیث سے بھی اس مہینہ کی فضیلت اور اس کی دسویں تاریخ کا بابرکت ہونا ثابت ہوتا ہے؛ لیکن اس کے باوجود ایک جماعت اس مبارک مہینہ کو منحوس سمجھتی ہے اور شہادتِ حسین کے واقعہ کو بنیاد بنا کر ماتم ومرثیہ خوانی، کالا لباس و تعزیہ داری جیسی بدعات وخرافات کو دین اور ثواب کا کام سمجھ کر انجام دیا جاتا ہے، جس سے اجتناب لازم ہے۔

تیسری صدی ہجری کے جلیل القدر محدث، باکمال مفسر اور عظیم فقیہ امام ابومحمد عبداللہ دارمی نے اپنی سنن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت ابن مسعود نے ایک موقع پر اپنے تلامذہ کے روبرو فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا، جب کہ فتنہ تم میں سرایت کر جائے گا، ادھیڑ عمر کے لوگ اسی میں بوڑھے ہو جائیں گے اور بچے جوان ہو جائیں گے، لوگ اسی فتنے کو سنت قرار دے لیں گے کہ اگر اسے چھوڑ دیا جائے، تو کہا جائے گا کہ سنت چھوڑ دی گئی، عرض کیا گیا: ایسا کب ہوگا؟ فرمایا: جب تمہارے علما جاتے رہیں گے اور (پڑھے لکھے) جاہلوں کی کثرت ہوگی، تم میں حرف خواں زیادہ اور فقیہ کم ہوں گے، امیر زیادہ اور دیانت دار کم ہوں گے، آخرت والے اعمال سے دنیا سمیٹی جائے گی اور بے دینی کے لیے اسلامی قانون پڑھا جائے گا۔

اس روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک خوف ناک فتنے کا ذکر کیا ہے، جو طویل زمانے تک لوگوں میں رہے گا اور لوگوں پر حاوی ہو جائے گا، جس میں ادھیڑ عمر کے لوگ بوڑھے اور بچے جوان ہو جائیں گے؛ یہ کیا فتنہ ہوگا؟ یہ فتنہ جہالت اور دین سے دوری و بعد کا فتنہ ہوگا، لوگ اس وقت جہالت و بے دینی میں پڑے ہوں گے، حتی کہ ان کو اسلام کا حقیقی چہرہ کیا ہے، معلوم نہ ہوگا، جہالت کی باتوں کو دین سمجھ کر عمل کرتے رہیں گے، ان جہالت کے کاموں میں سے کوئی کام چھوٹ جائے، تو لوگ کہیں گے کہ سنت چھوٹ گئی یا چھوڑ دی گئی؛ یعنی بدعات ورسومات ہی کو دین وشریعت اور سنت سمجھ کر عمل کرتے ہوں گے اور کوئی بات کسی نے ترک کر دی، تو سمجھیں گے کہ دین کی بات ترک کر دی گئی؛ حالاں کہ وہ دین نہیں، دین کے خلاف بات ہوگی۔

آج بہت سے علاقوں میں یہ صورت حال دیکھی جا سکتی ہے، جہاں من گھڑت باتوں اور جاہلانہ رسموں کا نام دین ہے، اگر کوئی امام ان کی اصلاح کے لیے یہ کہہ دے کہ یہ رسم ترک کرو کہ اس کا دین سے تعلق نہیں، تو وہ لوگ مارنے مرنے کو تیار ہو جائیں اور من گھڑت رسموں کو سنت وشریعت سے بڑھ کر دل سے لگائیں گے؛ کیوں کہ ان کے نزدیک انہی بدعات ورسومات کا نام دین ہے۔ (حدیث نبوی اور دور حاضر کے فتنے)

محرم الحرام جیسے قابل قدر اور لائق احترام مہینے کے حوالے سے جو بات ہمارے سادہ لوح مسلمانوں کے ذہنوں میں بٹھا دی گئی

ہے وہ یہ ہے کہ محرم الحرام نالہ وشیون، ماتم اور تعزیہ داری کا مہینہ ہے اور بہت سے لوگ تو اسے منحوس مہینہ سمجھتے ہیں؛ اسی لیے اس مہینے میں شادی بیاہ اور دیگر تقاریب کو جائز نہیں جانتے اور جب ان سے اس کی وجہ پوچھی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ اس ماہ کی دس تاریخ کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا؛ لہٰذا یہ مہینہ غم کی یادگار ہے۔

آج کی ملاقات میں ماہ محرم الحرام میں رائج مختلف بدعات ورسومات کا جائزہ لینا مقصود ہے، جنہیں عوام کی اکثریت دین ہی کا ایک حصہ سمجھ کر پورے اہتمام کے ساتھ عمل کرتی آرہی ہے۔

عزیزان گرامی!

شہادت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اگرچہ اسلامی تاریخ کا بہت بڑا سانحہ ہے؛ لیکن یہ صرف ایک واقعہ نہیں، جس کی یاد محرم سے وابستہ ہے؛ بلکہ محرم میں کئی دیگر تاریخی واقعات بھی رونما ہوئے ہیں، جن میں سے اگر چند ایک افسوس ناک ہیں تو کئی مواقع ایسے بھی ہیں جن پر بارگاہ ایزدی میں شکر بجالانے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی میں عاشورا کے دن شکرانے کا روزہ رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات دی تھی۔ اگر اتفاق سے شہادتِ حسین کا الم ناک واقعہ بھی اسی ماہ میں واقع ہوگیا تو بعض دیگر جلیل القدر صحابہ کی شہادت بھی تو اسی ماہ میں ہوئی ہے۔

مثلاً خلیفہ ثانی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اسی ماہ کی یکم تاریخ کو حالت نماز میں ابولؤلؤ فیروز نامی ایک غلام کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ لہٰذا شہادتِ حسین کا دن منانے والوں کو ان کا بھی دن منانا چاہیے؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر اسلام اسی طرح دن منانے کی اجازت دے دے تو سال کا ہر مہینہ اور مہینے کا ہر دن ماتم وسوگ کا بن جائے؛ کیوں کہ تاریخی اعتبار سے ہر دن کسی نہ کسی کی شہادت و وفات کا ہونا یقینی ہے۔

محرم الحرام کو منحوس سمجھنا

ماہ محرم کی رسومات میں سوگ منانا، اسے منحوس سمجھنا اور کوئی خوشی کی تقریب انجام نہ دینا سرفہرست ہے۔ بہ نظر غائر دیکھا جائے تو دین اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

ایک روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اسلام میں) نہ بیماری کا متعدی ہونا ہے (زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا اعتقاد تھا کہ جو شخص بیمار کے ساتھ کھاتا پیتا ہے تو اس کی بیماری اس کو بھی لگ جاتی ہے) اور نہ بدفالی ہے (عرب کی عادت بدشگونی کی تھی، جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرتے تو پرندے کو اڑاتے، اگر وہ دائیں جانب جاتا تو نیک شگون لیتے، اگر وہ بائیں جانب جاتا تو بدشگونی لیتے) اور نہ ہامہ ہے (یہ پرندے کا نام ہے، جاہلیت میں لوگوں کا زعم باطل تھا کہ یہ مقتول کی ہڈیوں سے پیدا ہوتا ہے اور فریاد کرتا ہے میری پیاس بجھادو، یہاں تک کہ اس کا قاتل مارا جائے) نہ صفر ہے (ماہ صفر کے بارے میں عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ اس میں حوادث وآفات کا نزول ہوتا ہے۔) (مسلم شریف)

جس طرح جاہلی دور میں لوگ صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھتے تھے اور طرح طرح کے توہمات کا شکار تھے، آج کے زمانے میں کچھ

ناسمجھ لوگ، بالخصوص بڑی بوڑھی خواتین صفر کے ساتھ محرم کو بھی جوڑ لیتی ہیں اور اس محترم مہینہ کو بھی منحوس سمجھنے لگتی ہیں؛ حالاں کہ دین اسلام کی رو سے ماہ و سال میں کوئی نحوست نہیں ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کسی مخصوص مہینے کو منحوس سمجھنے سے منع فرمایا ہے۔

محرم کے مہینہ میں عاشورا کے دن حضرت حسین اور دیگر اہل بیت رضی اللہ عنہم کی شہادت کے غم میں نوحہ اور ماتم کرنے کا رواج عام ہو چکا ہے، جب کہ دین اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے؛ بلکہ علمائے کرام نے بہ چند وجوہ اسے ناجائز قرار دیا ہے:

شریعت مطہرہ میں رنج لاحق ہونے یا عزیز و اقارب کے فوت ہونے پر صبر کی تلقین کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر صبر و تحمل کا حکم دیا ہے اور اس کے فضائل و انعامات بیان فرمائے ہیں۔ ارشاد باری ہے: جو صبر کرنے والے ہیں، ان کو بے شمار ثواب ملے گا۔ (سورۂ زمر) نیز صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے اور صابرین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہدایت، نصرت اور فتح ہوتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (سورۂ بقرہ) احادیث میں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مصائب، بالخصوص اموات پر صبر کرنے کی تلقین فرمائی ہے، یہ ساری صورت حال کسی مسلمان سے مخفی نہیں۔ اس لیے نوحہ اور ماتم کرنا صبر کے خلاف ہے۔

شریعت نے اپنے عزیز کی وفات پر اعتدال کے ساتھ غم زدہ رہنے کی اجازت دی ہے، اس میں آنسو بہانا صبر و تحمل کے خلاف نہیں، بلکہ غم کا تقاضا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند کے انتقال پر اسی طرح اظہار غم فرمایا ہے؛ البتہ بلند آواز سے رونا چیخنا، چلانا، جسم یا چہرے کو پیٹنا، گریبان چاک کرنا؛ یہ تمام ایسے امور ہیں جن سے شریعت منع کرتی ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو چیزیں ایسی ہیں جو کفر ہیں: ایک تو نسب میں طعنہ دینا اور دوسری چیز میت پر نوحہ کرنا۔ (مسلم شریف)

ایک اور روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دو احمق اور فاجر آوازوں سے منع کیا ہے: ایک تو مصیبت کے وقت چیخنا، چہرہ نوچنا اور گریبان پھاڑنا اور دوسری شیطانی مرثیہ خوانی۔ (ترمذی شریف) معلوم ہوا کہ نوحہ کرنا اسلام میں ناجائز اور حرام ہے۔

اسی طرح معلوم ہونا چاہیے کہ دن وغیرہ کی تعیین کے بغیر شربت تقسیم کرنا شربت پینا یا پلانا اپنی ذات میں ایک مباح امر ہے؛ مگر خاص طور پر دسویں محرم کو شربت تقسیم کرنا کتاب و سنت اور اسلاف امت سے ثابت نہیں ہے، یہ صرف روافض اور دشمنان اسلام کا طریقہ ہے، اس کو کار خیر اور ضروری سمجھنا ناجائز اور مداہنت فی الدین ہے۔ اگر اہل بیت کے غم میں اور ایصال ثواب کے لیے کیا جاتا ہے، تو شربت پلا کر غم منانا یا ایصال ثواب کرنے کا کوئی معنی نہیں، کیوں کہ اس دن اہل بیت پیاس سے پریشان تھے، لہٰذا خاص طور پر دسویں محرم کو شربت پلانے سے اہل بیت کے ساتھ دشمنی اور مخالفت واضح ہو جاتی ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم، کتاب العقائد 1: /622) مزید یہ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کھانے پینے کے بجائے روزہ رکھنے کو مستحب قرار دیا ہے؛ اس لیے شربت پینے پلانے کے بجائے روزہ رکھ کر ثواب کمانے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

محرم میں ہونے والی بدعات و خرافات میں ایک بدعت تعزیہ داری و تعزیہ سازی کی ہے، جو وفات نبوی کے سیکڑوں سال بعد

روافض کی ایجاد ہے، جس کی تقلید بعض سنی کہلانے والے بدعت پسند حلقوں نے بھی کی ہے اور اس میں ان اہل بدعت نے بہت سارے اضافے بھی کر لیے ہیں، جو صرف بدعت ہی نہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر بعض امور تو شرک و بت پرستی کے ضمن میں آجاتے ہیں جیسے تعزیہ میں روح حسین کے موجود ہونے کا عقیدہ رکھا جاتا ہے اور انہیں عالم الغیب سمجھا جاتا ہے، تب ہی تو لوگ ان کو قابل تعظیم سمجھتے اور ان سے مدد مانگتے ہیں، حالاں کہ کسی بزرگ کی روح کو حاضر و ناظر جاننا اور عالم الغیب سمجھنا شرک کے مرادف ہے، قرآن مجید میں صاف طور پر کہا گیا ہے کہ حاضر و غائب کو جاننے والا صرف رب کائنات ہے، اس کے علاوہ دنیا میں کسی کو تمام مغیبات کا علم نہیں۔

تعزیہ پرست تعزیہ کے سامنے سر جھکاتے ہیں، جو سجدے ہی کے ذیل میں آتا ہے اور کتنے لوگ تو ایسے ہیں جو کھلم کھلا سجدہ ہی بجالاتے ہیں اور غیر اللہ کو سجدہ کرنا، چاہے وہ تعبدی ہو یا تعظیمی، شرک ہی کی ایک شکل ہے۔

تعزیہ پرست تعزیوں سے اپنی مرادیں اور حاجات طلب کرتے ہیں، جو ناجائز ہے؛ اس لیے کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی قاضیٔ حاجات نہیں، وہی مدد طلب کرنے کے لائق ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی دیگر برائیوں اور خرافات و بدعات کے پیش نظر تمام علمائے سلف نے تعزیہ داری کو حرام و ناجائز قرار دیا ہے۔

کچھ لوگ محرم کی دس تاریخ کو میلہ بھی لگاتے ہیں اور جنگی کھیل تماشہ بھی دکھلاتے ہیں، جو بدعات و خرافات کے قبیل سے ہے، اس قسم کی بدعات کا حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کے واقعۂ کربلا سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے، واقعہ کربلا کے سیکڑوں سال بعد یہ بدعات کے مجموعے والا تہوار و تماشہ ایجاد کیا گیا ہے۔

الحاصل:

آج ضرورت ہے اِس بات کی کہ محرم الحرام کی آمد پر ہم اِس کی عظمت و فضیلت سے فائدہ اُٹھا کر زیادہ سے زیادہ اللہ جل شانہ کی عبادت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت میں اپنا وقت گزاریں اور اِس میں رونما ہونے والے عظیم الشان واقعات سے نصیحت و عبرت حاصل کریں کہ اسلامی سال کا یہ پہلا مہینہ محرم الحرام عبادت، عبرت اور قربانیوں کا مہینہ ہے، اِس کی عظمت کا تقاضا ہے کہ ہم اس میں اعمال صالحہ، بالخصوص روزہ رکھنے کا اہتمام کریں، نیز ہر قسم کے محرمات و منکرات، خرافات و رسومات اور بدعات و معاصی سے مکمل اجتناب کریں۔ حق تعالی توفیق عمل نصیب فرمائے۔ آمین!

موضوع سے متعلق آیات و روایات

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ (التوبة 36:)

ترجمہ : حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ مہینے ہے، جو اللہ کی کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) کے مطابق اُس دن سے نافذ چلی آتی ہے جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ ان بارہ مہینوں میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں۔ یہی دین (کا) سیدھا (تقاضا) ہے۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ :مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَحَرَّى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلَى غَيْرِهِ إِلَّا هَذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَهَذَا الشَّهْرَ يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ عاشورا کے دن اور رمضان کے مہینے کے روزوں کے علاوہ دوسرے روزوں کو فضیلت دیتے تھے۔

وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ - قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ - عَنْ غَيْلاَنَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ .... قال النبی ﷺ »صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ، وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ (رواه مسلم)

ترجمہ : حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کا روزہ ایک سال پہلے اور بعد کے گناہوں کا کفارہ ہے؛ جب کہ عاشورا کے دن روزہ رکھنے سے پچھلے ایک سال کے (صغیرہ) گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ،وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ :أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ هُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ :أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ :كَانُوا يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ، وَكَانَ يَوْمًا تُسْتَرُ فِيهِ الْكَعْبَةُ، فَلَمَّا فَرَضَ اللهُ رَمَضَانَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ» :مَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكْهُ.«

ترجمہ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ لوگ رمضان کا روزہ فرض ہونے سے قبل عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور اس دن غلاف کعبہ ڈالا جاتا تھا؛ پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ عاشورا کا روزہ رکھنے سے متعلق ہر ایک کو اختیار ہے، کوئی رکھنا چاہے تو رکھ لے اور نہ رکھنا چاہے تو نہ رکھے۔

وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا غَطَفَانَ بْنَ طَرِيفٍ الْمُرِّيَّ يَقُولُ :سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما يَقُولُ :حِينَ صَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ قَالُوا :يَا رَسُولَ اللهِ :إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ» :فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ -إِنْ شَاءَ اللهُ- صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ.« قَالَ فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.(رواه مسلم)

ترجمہ: حضور ﷺ نے جب عاشورا کا روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے

رسول! یہود ونصاری تو اس دن کی تعظیم کرتے ہیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ اگلے سال ہم نو تاریخ کا روزہ بھی رکھیں گے۔لیکن اگلے سال سے پہلے ہی انتقال فرما گئے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ قَاسِمٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ حَكَمٍ، قَالُوا :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، قَالَ : حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْحُبَابِ، قَالَ :حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الطَّيَالِسِيُّ، قَالَ :حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ» :مَنْ وَسَّعَ عَلَى نَفْسِهِ وَأَهْلِهِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ سَائِرَ سَنَتِهِ«(رواه البيهقي)

ترجمہ :حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو اپنے آپ پر اور اپنے گھر والوں پر عاشورا کے دن (کھانے پینے اور دیگر اخراجات وغیرہ میں) وسعت اور فراخی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر پورا سال وسعت فرمائیں گے۔

